

تبلیغی رپورٹ

لنڈن میں تبلیغ اسلام

تبلیغ عیسائیت کو نیا لے عیسائی طلباء

۲۷ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو میرا ایک لیکچر Student Christian movement کے نام سے منعقد ہوا۔ پیشتر اس کے کہ میں اپنے لیکچر کے متعلق لکچر کہوں۔ اس تحریک کے متعلق کچھ کتنا مناسب خیال کرتا ہوں۔ اس تحریک کو شروع ہونے سے قریباً چالیس برس کا عرصہ ہو گیا ہے۔ بیرونی ممالک میں بیخ پیدا کرنے کے لئے یہ تحریک طلباء میں شروع کی گئی تھی۔ اور اس وقت تک اس تحریک کے ذریعہ ۲۵۵ طلباء کو بیرونی ممالک میں تبلیغ بنا کر بھیجا جا چکا ہے۔ برطانیہ کے کل طلباء کی تعداد ۵۰ ہزار اندازہ کی گئی ہے۔ اور اس وقت تک کچھ اندازہ ۲۱۵ گروپ اس تحریک کے قائم ہیں۔ علاوہ تبلیغ پیدا کرنے کے لئے اس تحریک کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ طلباء غیر ممالک سے برطانیہ کی یونیورسٹیوں میں تعلیم کے لئے آئے ہیں۔

انہیں بھی تبلیغ کی جائے۔ چنانچہ بیرونی ممالک کے طلباء کی تعداد ۵۳ ہزار اندازہ کی گئی ہے۔ جن میں سے ۲۸۰۵۸ نو برس اپنا ٹرکے ہیں اور باقی دوسرے ممالک کے جہاں تک جیسا ہوں ہندوستانی طلباء کی کافی کثرت ہے۔ اس تحریک کے گروپ ان میں خاص طور پر کام کرتے ہیں۔ یہ طلباء عام طور پر براہ راست مذہبی تبلیغ نہیں کرتے بلکہ سوشل تعلقات کے ذریعہ سے اثر ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

عیسائی طلباء کا طریق تبلیغ

یہ تحریک عقائد کی بحث میں کم پڑتی ہے۔ زیادہ ذور حضرت مسیح کی ذات پر دیتی ہے۔ یعنی یہ کہ خدا ان کے ذریعہ ظاہر ہوا۔ اور یہ کہ ہمیں ان کی اتباع کرنی چاہیے۔ وغیرہ۔ لیکچروں اور لٹریچر کے ذریعہ سے بھی کام کرتے ہیں۔ ہزار ہا پونڈ سالانہ اس کام پر خرچ کیا جاتا ہے۔

احمدی تبلیغ کی عقائد اسلام پر تقریر

مجھے لنڈن کے ایک گروپ کی طرف سے دعوت تھی کہ اسلام پر تقریر کروں۔ اور یہ بتاؤں کہ اسلام کی خصوصیات کیا ہیں۔ چنانچہ میں گیا۔ ۱۵ کے قریب کاجوں کے لئے اور لاکھیاں ٹینگ میں شامل ہوئیں۔ بعد وقتہ اس لئے رکھی جاتی ہے کہ تبادلہ خیالات اور گفتگو کا موقع زیادہ ملے۔ چنانچہ میں نے ایک گھنٹہ تقریر کی جس میں اسلام کے تمام عقائد بیان کر کے ان کی حقیقت بتائی۔ اور زیادہ زور اس امر پر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے اس کے پاک بندے رسول ہو کر آئے ہیں۔ جو خدا سے حکام ہوتے ہیں۔ اور اس زمانہ میں بھی

ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے اسی طرح دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا۔

تبادلہ خیالات

اس کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ تبادلہ خیالات ہوا۔ اور تقریباً ہر ایک نے سوال پوچھے۔ جو اچھی قسم کے تھے۔ کیا اسلام میں عورت کی حیثیت گھٹیا رکھی گئی ہے۔ کیا خدا Suffice کرتا ہے۔ خدا دے ہونے چاہئیں۔ ایک دنیا کے اندر کام کے لئے۔ ایک باہر دیکھنے کے لئے۔ دنیا میں انسان کو تکالیف کیوں آتی ہیں۔ نبی کی شخصیت کیا ہے۔ مذہب سے دنیا کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اگر مسیح نبی تھے تو بانی اسلام کی کیا ضرورت تھی۔ بدد تو خدا کو مانتا ہی نہیں۔ وہ بزرگ یہ کہو کہ ہو سکتا ہے۔ میں نے قرآن پڑھا ہے۔ اچھا نہیں لگتا۔ مذہب کی ضرورت کیا ہے۔ وغیرہ۔ پلے تو وہ فہم سے کچھ بھکی پتے تھے۔ مگر پھر زیادہ کھل کر باتیں کرنے لگے۔ اور آخر میں تو وہ بالکل مانس ہو گئے۔

سوشل منایا گیا

میں نے لوگوں کو مسجد میں لانے کی غرض سے ۵ نومبر کو یہاں ایک سوشل کا انتظام کیا گیا۔ یہاں عام طور پر چرچ والے اور سوشل ڈانسے ہر سال ایک دو دفعہ سوشل منائے ہیں۔ اس میں گانا بجانا اور ناچنا ہوتا ہے۔ کچھ کھلیں ہوتی ہیں۔ ہم نے ایسا پروگرام تجویز کیا۔ کہ لٹیفنے گانیاں اور نغمے تقریریں مختلف دوست کریں چنانچہ چھوٹے بچوں۔ عورتوں۔ اور مردوں نے خوب لٹیفے سنائے۔ چینی لٹریچر سوسائٹی کے سکریٹری کو بھی بلا یا گیا تھا۔ اس نے بھی حوصلہ کیا۔ اس نے شامل ہوئے۔ ان کو تبلیغ کی گئی۔ بعض نے پھر آنے کا وعدہ کیا۔

لنڈن میں یوم تبلیغ

۲۲ اکتوبر یعنی یوم تبلیغ کو تین کس احمدیت میں شامل ہوئے۔ فالحمد للہ۔ ایک صاحب تو جنوبی افریقہ کے ہیں۔ اور دو انگریزیاں بیوی جو تعلیم یافتہ ہیں۔ اور اخبارات میں مفید ہیں۔ کچھ لکھتے ہیں۔ سسر کون نے تو ایک کتاب بھی شائع کی ہوئی ہے جو اس کی تصویب کا مجبور ہے۔ عبدالعزیز ابن ابوالعزیز بن صاحب کا۔

۲۳ مارچ میں مولوی محمد یار صاحب عارف نے شام کو جا کر تقریر کی۔ اور بہت لوگوں کو پیغام حق پہنچایا۔ ایک سوڈانی نوجوان جو یہاں تعلیم کے لئے آیا ہوا ہے۔ اسے میں نے دو گھنٹہ احمدیت کے خاص مسائل سمجھائے۔ کئی چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے اپنے دوستوں کو خاص طور پر دعوت کتب دیں۔ بلکہ بانی تبلیغ کی۔ عزیزم میاں مظفر احمد صاحب نے بعض تبلیغی خطوط لکھے۔ مسٹر مبارک احمد فیروزنگ نے ایک انگریز گھرانہ میں جا کر خاص طور پر پیغام حق پہنچایا۔ بعض نے لٹریچر تقسیم کیا۔ فجزا ہسہ اللہ حسن الجزائر۔

ایک اور تقریر

۱۵ نومبر کو میرا ایک لیکچر Anglo Sramic Society London میں Moslem Spain پر ہوا۔ ایک سو کے قریب سامعین تھے۔ صدر جلسہ Mr Stephen Gaselee C.B.F تھے۔ جو فارن آفس کے لائبریرین ہیں۔ میں گو یہ ایک تاریخی مضمون تھا۔ لیکن اس میں اسلامی تعلیم کا ذکر بھی کیا گیا۔

لیکچر کے بعد سوال و جواب ہوئے۔ اور پھر صدر اور دوسروں نے فرداً فرداً بہت شکر یہ ادا کیا۔ اور بعض نے لیکچر کی کاپی کا میاں پر مبارک باد دی۔

یورپ اور تعدد ازواج

کل کے اخبار نامگزین ایک مقدمہ کی رو بہ اد شائع ہوئی ہے جس کی ایک خاص قابل ذکر بات یہ ہے۔ جو میں اس لئے لکھتا ہوں۔ کہتا معلوم ہو کہ اس طرح آہستہ آہستہ اہل یورپ اسلام کی عقولیت کے قابل ہونے میں عیسائیت میں تعدد ازواج کی اجازت نہیں۔ اور اس ملک کے قانون کے مطابق دو نکاح کرنا جرم ہے۔ اس وجہ سے آئے دن ایسے مقدمات ہوتے ہیں Mrs Justice Macdonald نے ایک ایسے ہی مقدمہ کا فیصلہ دیا وقت لکھا ہے۔ کہ جہاں پہلی یا دوسری عورت کو کسی قسم کا نقصان اور تکلیف نہ ہو۔ وہاں خواہ مخواہ ایک اصطلاحی جرم کے لئے لوگوں کو عدالت میں گھسیٹنا مناسب نہیں ہے۔ اور عدالت نے موجودہ مقدمہ کے لازم کو رہا بھی کر دیا۔ خاک رعبہ الرحیم ورد از لنڈن۔ ۱۷ نومبر

اعلان ضروری

میری نظر سے آج مورخہ ۱۲ مارچ کو ایک ٹریکٹ گزرا ہے جس کو میرا عبدالکریم صاحب ناقد احمدی شہر چٹان کوٹ نے شائع کیا ہے۔ اور جس کا عنوان طلبائے سو کے کا نام ہے۔ اس ٹریکٹ کی عبارت دلائل ہے۔ لہذا اس کی اشاعت کی اجازت نہیں دیا جاسکتی۔ علاوہ انہیں اخبار انٹرنل میں مسترد مرتبہ یہ اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ کوئی احمدی دوست کوئی کتاب یا رسالہ یا ٹریکٹ وغیرہ بغیر منظوری نظارت تالیف و تصنیف کا دیان شائع نہ کرے۔ ورنہ ایسی کتاب یا رسالہ کی اشاعت بند کر دی جائیگی۔ افسوس ہے کہ یہ ٹریکٹ بھی بغیر منظوری میرے نام کے شائع کیا گیا ہے۔ لہذا اس ٹریکٹ کو ضبط کیا جاتا ہے۔ اور اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جس صاحب پاس یہ ٹریکٹ موجود ہو۔ وہ اسے فوراً تفت کر دیں۔ شائع کرنے والے صاحب بھی جواب طلب کیا گیا ہے۔ کہ کیوں انہوں نے یہ ٹریکٹ شائع کیا ہے جو علاوہ دل آزار ہونے کے نظارت تالیف و تصنیف کی ہدایت بھی خلاف ہے۔ اور انہیں ہدایت دینی ہے۔ کہ جس قدر کاپیاں اس ٹریکٹ کی

ان کے پاس موجود ہیں۔ اور تب تک ان کی اشاعت بند کر دی جائیگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الفضل

نمبر ۶۹ قادیان دارالامان مورخہ اشعبان ۱۳۵۲ھ جلد ۲۱

آہ نادر شاہ کہاں گیا کی پیشگوئی

اور حزب الاحناف کے جلسہ میں دروغ گوئی

عظیم الشان نشان

عام الغیب و الشہادۃ خدائے آج سے اٹھائیس سال قبل حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک نہایت ہی مختصر الہام "آہ نادر شاہ کہاں گیا" نازل کر کے اس میں کابل کے سابق حکمران نادر شاہ کی زندگی کے جن نہایت اہم واقعات اور حالات کو بیان کر دیا تھا۔ وہ آج دنیا کے سامنے اس شرح و بسط کے ساتھ آگئے ہیں۔ کہ انہیں پیش نظر رکھ کر ہر سعید الفطرت انسان کو تسلیم کرنا چڑتا ہے۔ یہ خدائے کی ہستی اور اس کے مامور مرسل حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے۔ کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے۔ وہ جس طرح گمشدہ زمانوں میں اپنے برگزیدہ بندوں سے کلام کرتا رہا۔ اور ان پر اس نے غیب کی خبریں ظاہر کیں۔ اسی طرح وہ اب بھی اپنے پیارے بندوں سے کلام کرتا۔ اور آج بھی اسلام کی صداقت کے نشانات ظاہر کر رہا ہے۔

صداقت سید موعود

حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کی تشریح و توضیح میں اس وقت تک جماعت احمدیہ کی طرف سے جو تحریرات شائع ہو چکی ہیں۔ اور خاص کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی علیہ السلام بنصرہ الغزنی کا وہ مضمون جو ۲۳ - نومبر کے "الفضل" میں چھپ چکا ہے اور علیحدہ ٹیکٹ کی صورت میں بھی ایک ڈیپوٹا سٹیٹ و اشاعتی قادیان نے شائع کیا ہے۔ اس نے ہر اس انسان کے لئے جو خدا کی ہستی پر ایمان رکھتا ہے۔ اس حقیقت کے سمجھنے میں بے حد آسانی پیدا کر دی ہے۔ کہ وہ خدا جس کا ارشاد ہے۔ کہ فلا یظہر علی غیبہ احدنا الا من اراد فیہ من رسول۔ یعنی خدا تعالیٰ اپنے غیب سوائے رسولوں کے کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اس نے

حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنا یہ خالص غیب ظاہر کر کے آپ کی صداقت کو سوچ سے زیادہ روشن کر دیا ہے۔ اور اب اس نور سے فائدہ اٹھانا انتہائی حرمان نفسی ہے۔ یہیں امید ہے کہ وہ لوگ جنہیں سعادت اور رستہ سے محروم دیا گیا ہے۔ جن کی روٹی حق اور ہدایت کی پیاسی ہیں۔ جن کے قلوب میں اپنے خالق و مالک کا قرب حاصل کرنے کی تڑپ ہے۔ وہ ضرور اس عظیم الشان نشان سے فائدہ اٹھائیں گے۔ انہیں حقیقی بینائی عطا کی جائے گی۔ اور وہ حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ لیکن انہوں نے ان لوگوں پر جو نہ صرف خود اس درخشاں نور صداقت کے باوجود راہ ہدایت پانے سے محروم رہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی محروم رکھنے کے لئے بے جا حیوں۔ اور انہوں نے سنا کر دلوں سے کام لیں۔

مخالفین حیران و ششدر ہو گئے

حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کا پورا مہونا نہایت وضاحت اور تفصیل کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر دینے کے بعد ہم اس بات منتظر تھے۔ کہ مخالف حلقوں کی طرف سے اس نشان صداقت پر پردہ ڈالنے اور اس کے اعتراف سے صداقت پسند لوگوں کو باز رکھنے کے لئے وہ کیا بہانے بنائے۔ اور کون سے حیلے ایجاد کرتے ہیں۔ لیکن پیشگوئی کے اصل الفاظ اور اس کے پیش کردہ مطالب و حقائق کے خلاف ابھی تک کسی کو ایک لفظ بھی کہنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ جس سے ثابت ہے۔ کہ یہ پیشگوئی ایسی وضاحت اور صفائی کے ساتھ پوری ہوئی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے اشد سے اشد مخالفین بھی اسے دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے ہیں۔ اور وہ اس وقت تک اس کے خلاف کوئی معمول سے معمولی حیلہ و بہانہ بھی نہیں گھڑ سکے۔ اگر ایسے لوگوں کی طرف سے جن کی قسمت میں ازل سے محرومی لکھی ہے

اور جو ہدایت میں اور واضح نشان صداقت سے بھی فائدہ اٹھانے کی بجائے اس کا انکار کرنے والے ہیں۔ کسی وقت عذرات تنگ پیش کئے گئے۔ تو انشا اللہ ان کی نامقولیت واضح کر دی جائے گی۔

حزب الاحناف کا بے جا الزام

نے الحال اس انہوں نے اس طرف سے متعلق کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ جو مرکزی انجمن حزب الاحناف کے اجلاس میں "اعتبار کیا گیا۔ اور جس کی تشہیر اخبار "سیاست" ۲۸۱ - نومبر کے پرچم میں کی گئی ہے جب دوسرے مخالفین جماعت احمدیہ کی طرح "مرکزی انجمن حزب الاحناف" والوں کو اس پیشگوئی کی صداقت کا انکار کرنے اور اس کے کسی پہلو پر کوئی اعتراض کرنے کے لئے کوئی بات نہ سوجھی۔ تو انہوں نے غلطیائی اور افتراء پر دازی سے کام لیتے ہوئے مسلمانوں کو مشتعل کر کے پیشگوئی کی صداقت پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے ناقابل بنانے کی کوشش کی۔ اور یہ الزام لگایا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ سابق حکمران کابل نادر شاہ کے حادثہ قتل پر اظہار مسرت کر رہی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"جمعیہ نیوشپ آف یوتھ کی طرف سے لاہور میں ایک اشتہار بہت کثرت سے تقسیم ہوا ہے۔ جس میں مرزا نے قادیان کی کسی مدینہ پیشگوئی "آہ نادر شاہ کہاں گیا" کا ذکر کر کے اسی اشتہار میں نادر شاہ کی شہید رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کی شہادت پر مرزا نے جو بیانیہ اور افتراء مسرت کیا ہے۔ کہ اس سے مرزا صاحب کی ایک اور پیشگوئی کی تصدیق ہوتی ہے۔ پھر سید حبیب صاحب کے "الفاطما" درج کئے گئے ہیں۔ کہ "احمدی دوستوں کی یہ روش بے حد مذمومہ و نامک ہے۔ کہ غیر مسلم دنیا کے حوادث پر توڑ پھول ہوتے اور آتش بھاتے ہیں۔ اور جب مسلمانوں کے گھر صحت آتم چھتی ہے۔ تو یہ لوگ غلبے بجاتے۔ اور گلی کے چراغ بجاتے ہیں۔"

دروغ بے فروغ

یہ جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس کے سر اس دروغ بے فروغ ہونے کا سبب بڑا ثبوت تو یہی ہے کہ احمدیہ نیوشپ آف یوتھ کے جس اشتہار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اپنے جوئے کے ثبوت میں اس کا کوئی ایک فقرہ چھوڑ ایک لفظ بھی نہیں پیش کیا گیا۔ یہ کوئی خفیہ اشتہار نہیں بلکہ اس کے متعلق خود حزب الاحناف والوں نے تسلیم کیا ہے۔ کہ لاہور میں بہت کثرت سے تقسیم ہوا ہے۔ اس صورت میں ان کے لئے اس کا حاصل کر لینا کوئی ناممکن امر نہ تھا۔ وہ یقیناً ان نامک ہو چکا۔ اور انہوں نے اس کا مطالعہ کیا۔ مگر باوجود اس کے کہ اس کا کوئی فقرہ انہیں قابل اعتراض نظر نہ آیا۔ جسے پیش کرتے۔ انہوں نے یہ افتراء پورا کرنا ضروری سمجھی۔ کہ اس میں مرزا نے نادر شاہ کے حادثہ قتل پر اظہار مسرت کیا ہے۔

ہمارا پہلچ

ہم حزب الاحناف والوں کو سید حبیب صاحب کی پہلچ دینے ہیں۔ کہ جس اشتہار کی بنا پر انہوں نے جماعت احمدیہ کے متعلق کابل کے

خطبہ

مومن کا منظم ہونا اس کے نظام بلکہ دل بوسے بھی بہتر ہے

جلسہ سالانہ پر خود آؤ۔ اور دوسروں کو سالاؤ

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۳۲ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔
آج میرا ارادہ تو یہی تھا کہ
جلسہ سالانہ

کے متعلق دوستوں کو توجہ دلاؤں۔ اور انہیں تحریک کروں۔ کہ اس کے لئے تیاری شروع کر دیں۔ لیکن رات کو مجھے ایک ایسی اطلاع ملی جس کی وجہ سے میں نے ضروری سمجھا کہ اگر جلسہ کے لئے خلیفہ کو ملتوی نہ کروں۔ تو کم سے کم اس سالہ کو بھی اس میں شامل کر لوں کئی لوگ یہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی کیا کرتے تھے۔ اور مجھ پر بھی۔ کہ بعض اوقات بنیہ تحقیق کے بات

بیان کر دی جاتی ہے۔ اور بغیر اس کے کہ دوسرے فریق کے بیانات کو سنا جائے۔ اس کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر تو بات اسی طرح ہو جس طرح مترض کہتے ہیں۔ تو بے شک یہ قابل اعتراض امر ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگ نہ تو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا منشا سمجھتے تھے۔ اور نہ ہی میرے طریق کو سمجھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بعض اوقات ایسے امور جن کا تعلق

قومی تربیت یا جماعتی عزت

کے ساتھ بہت ہی گہرا ہوتا ہے۔ ان کے متعلق بغیر اس کے کہ انہیں صحیح تسلیم کیا جائے۔ اور بغیر اس کے کہ ان کے متعلق تصفائی فیصلہ صادر کیا جائے۔ ضروری ہوتا ہے۔ کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر انہیں خیال کر دیا جائے۔ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہوتے۔ کہ ہم اس واقعہ کو اسی طرح سمجھتے ہیں جس طرح وہ پیش کیا جاتا ہے۔ بلکہ یہ فرض کر سکتا ہوں کہ ایسا ہو۔ یا یہ کہ ممکن ہے۔ ایسا ہو سکے۔ یا انسانی کمزوریاں جماعت کے

کسی فرد کو اس کی طرف مائل کر دیں۔ اس نے قبل از وقت جماعت کو بیدار

کرنے کے لئے اظہار خیال کر دیا جاتا ہے۔ یہ اظہار خیال تعلیم کر کے نہیں ہوتا۔ کہ یہ تو صحیح ہے بلکہ اس لئے کہ جماعت کے کمزور لوگوں سے ایسے واقعات صادر ہو سکتے ہیں۔ اور یہ واقعہ ایک تحریک ہے جس سے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ جماعت کو بیدار کر دیا جائے۔ پس اس تہید کے ساتھ

کمزور طبایح کے شکوک

کو دور کرتے ہوئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کہا جاتا ہے۔ اجماع کے ساتھ تعلق رکھنے والے جو لوگ یہاں ہیں۔ ان میں سے کسی کو کسی اچھی سے مارا ہے۔ میں اس کے متعلق واقعات معلوم نہیں کئے۔ اور نہ گواہیاں لی ہیں۔ اور نہ ان حالات میں کہ ان لوگوں نے ہماری تصفأ سے فائدہ نہیں اٹھانا۔ مجھے گواہیاں لینے کی ضرورت ہے۔ پس نہ تو ماضی میرے علم کا ذریعہ ہے۔ اور نہ مستقبل میں اس واقعہ کے متعلق میرے علم کا کوئی امکان ہے۔ مگر

جماعت کی اصلاح

اور اس کے اخلاق اور تربیت کی صحیح راہ نمائی کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کو اپنے خیالات سے آگاہ کر دوں۔ میں نے متواتر یہ بات بیان کی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اپنی ذمہ داریوں کے لحاظ سے اگر اسے پہلے کئی سو بار بھی بیان کر چکا ہوں۔ تو بھی مجھے بیان کرتے رہنا چاہیے۔ کہ

روحانی سلسلوں کی بنیاد

اپنی افعال پر ہوتی ہے۔ ان سے پہلے بھی دنیا میں حکومتیں ہوتی

ہیں۔ بادشاہتیں ہوتی ہیں۔ منصف بھی اور ظالم بھی۔ ان سے پہلے بھی جتنے ہوتے ہیں۔ منصف بھی۔ اور ظالم بھی۔ کیٹیاں اور نظام ہوتے ہیں۔ جن میں منصف بھی ہوتے ہیں۔ اور ظالم بھی لیکن باوجود اس کے کہ دنیا میں اچھے بھی اور برے بھی۔ دونوں قسم کے نظام موجود ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو

نیا نظام قائم

کرنے کی کیا ضرورت ہوتی ہے۔ یہی کہ اچھے نظاموں کی بنیاد انصاف پر ہوتی ہے۔ اور بدوں کی ظلم پر۔ آسمانی بادشاہت ظلم کی برداشت نہیں کر سکتی۔ مگر وہ انصاف سے بھی تسلی نہیں پاسکتی۔ دنیا کے لوگوں میں سے اچھے انصاف کو دیکھ کر اور برے ظلم کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ لیکن

آسمان کے فرشتے

پھر بھی روتے ہیں۔ کیونکہ وہ

روحانیت کی بادشاہت

دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ ایسا نظام دیکھنا چاہتے ہیں جس کی بنیاد ہم پر ہو۔ تو نشیہ دہاں کو بہترین عادل بادشاہ سمجھا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کی تعریف کی ہے۔ بلکہ اس بات پر فخر کیا ہے۔ کہ آپ اس کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ لیکن اگر عدل و انصاف ہی کافی ہوتا۔ تو ایسی عادلانہ حکومتیں بد اللہ تعالیٰ کو بڑی کریمہ سمجھ کر دیکھ کر نیا نظام قائم کر سکتی کیا ضرورت تھی۔ مگر کیا کوئی کہتا ہے۔ کہ اسکی اور اسلام کی حکومت ایک ہی تھی۔ اور اسلام نے حکومت کے لحاظ سے کیا میں اگر اس سے زیادہ کوئی نئی چیز پیش نہیں کی۔ عدل کے لحاظ سے تو یہ چیز کی ضرورت تھی۔ مگر

آسمانی بادشاہت

عدل پر خوش نہیں ہو سکتی۔ عدل کا دائرہ اخلاق پر ختم ہو جاتا ہے اور اخلاق کا دائرہ عدل سے اوپر نہیں چڑھ سکتا۔ لیکن روحانیت ایک ایسی چیز ہے۔ کہ نہ عدل اس کی تسلی کر سکتا ہے۔ اور نہ روحانیت اس سے تسلی پاسکتی ہے۔

روحانیت کی بنیاد قربانی پر

ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ جس چیز پر عیسائی خوش ہوتے ہیں۔ وہ تو حقیقت میں کوئی بڑی چیز نہیں۔ عدل تو صرف انسانی عقل کی ضرورت کو پورا کر سکتا ہے۔ اس کا ایک ذریعہ ہے۔ انسان محض اس ڈر سے کہ فساد پیدا ہو۔ دوسرے کا حق نہیں دیتا۔ اور اس کے ساتھ عدل کا برتاؤ کرتا ہے۔ اس کے لئے

آسمانی راہ نمائی

کی کوئی ضرورت نہیں۔ آسمانی راہ نمائی کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں انسان سمجھے۔ کہ میں نے جو کچھ کرنا تھا۔ کر لیا۔ اس سے آگے میری عقل نہیں چلی سکتی۔ تب آسمان سے اسے ایک نیا راستہ بتایا جاتا ہے۔ یہی ضرورت ہے آسمانی بادشاہت کی۔ خدا تعالیٰ کے مرسلین کی اور اس کی کتابوں کی۔ ہم اگر تسلیم کر لیں۔ کہ وہ بھی عقل کی حد تک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر ختم ہو جاتی ہیں۔ تو پھر ان کی کوئی ضرورت ہی باقی نہیں رہ جاتی عقل کہتی ہے کہ اگر کوئی تمہارے ساتھ نکلی کرے۔ تو اس کے ساتھ تم بھی نیک سلوک کرو۔ اور اگر کوئی ظلم یا شرارت کرے۔ تو اسے اتنی سزا تم بھی دے دو۔ اگر کسی نے تمہاری حق تلفی نہیں کی۔ تو تم بھی اس کا حق نہ مارو۔ لیکن یہ نہیں کہتی۔ کہ اگر کوئی تم پر ظلم کرتا ہے۔ تو اسے معاف کر دو۔ خواہ کوئی تمہارا بدخواہ ہو۔ اس سے نیک سلوک کرو۔ دوسروں پر احسان کرو۔ اور

حقیقی احسان

یہی ہے کہ احسان کرنے والے کو بظاہر کوئی امید نہیں ہوتی۔ کہ اس کے بدلے میں اس کے ساتھ ہی ایسا ہی سلوک کیا جائے گا۔ مگر یہ ایک ایسی خوبی ہے۔ جسے آسمانی بادشاہت ہی ظاہر کر سکتی ہے۔ انسانی عقل اس سے معذور ہے۔ جب انسان کہتا ہے۔ کہ میں ایسا ہیوں کروں۔ تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ بے شک تم عقل سے اس فعل کی حکمت کو نہیں سمجھ سکتے۔ مگر اس کا نتیجہ تمہیں میری طرف سے ملے گا۔

پس جو

روحانی جماعتیں

ہوتی ہیں۔ وہ اس سے قائم کی جاتی ہیں۔ کہ اخلاق کے ایسے نمونے

قائم کریں۔ جو آسان چاہتا ہے۔ وہ نہیں جو فلاسفر بتاتے ہیں جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے یہ کہا۔ کہ ظلم مت کرو۔ تو اس تعلیم میں آپ مسفر نہ تھے جتنی کہ تمام ایسا اس میں مسفر نہیں ہیں۔ یونان۔ عرب۔ یورپ۔ ہندوستان۔ ہر جگہ اور ہر ملک کے فلاسفر یہی کہتے آئے ہیں۔ لیکن اس مقام سے دونوں جدا ہوتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں۔ جہاں بظاہر تم اپنی تباہی سمجھتے ہو۔ وہاں بھی خاموش رہو۔ اور یہ وہ بات ہے۔ جو فلاسفر نہیں کہتے۔ فلاسفر تو عقل سے آگے کوئی چیز مانتا ہی نہیں۔ اس لئے یہ بات ذہنی کہہ سکتا ہے جس کا

اللہ تعالیٰ پر ایمان

ہو۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کے لئے مذہب قائم کیا جاتا ہے۔ اور اسے قائم کر کے ہی ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنا مقصد پورا کر دیا۔ محض چند سے دینے سے

ہمارا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ چند سے دینے میں دوسرے لوگ ہم سے بہت زیادہ قربانی کرتے ہیں۔ ہادی جماعت میں کتنے لوگ ہیں جنہوں نے دین کے لئے اپنی جائیدادیں وقف کی ہیں۔ لیکن یورپ میں لاکھوں اوقاف ہیں۔ کئی بار ہم نے اخباروں میں پڑھا ہے۔ کوئی شخص فوت ہوتا ہے۔ تو اس کا ترکہ ۲۰-۳۰ لاکھ ہوتا ہے۔ مگر اپنی زندگی میں اس نے جو خیرات کی۔ اس کی میزان

۳۰-۴۰- کروڑ

تک پہنچتی ہے۔ پس مالی قربانی ایسی چیز ہے۔ کہ لوگ مذہب سے باہر بھی کرتے آئے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے۔ میں چہرے وہ لوگ غالی ہیں۔ وہ

ایسی قربانی

ہے جس کا نتیجہ دنیا میں کوئی نہیں نظر آتا۔ جس میں بظاہر تباہی نظر آتی ہے۔ مگر مومن سمجھتا ہے۔ کہ وہ دنیا میں وہ ایک بظاہر بے فائدہ فعل کر رہا ہے۔ لیکن ایک آسمانی بادشاہت ہے۔ جو اس کا نتیجہ پیدا کرے گی۔ اور یہی وہ چیز ہے جسے تم کرنے کے لئے ہم کھڑے کئے گئے ہیں۔ اس کی بجائے ہم اگر سچے باتوں کو دیکھیں۔ تو خدا کو خوش نہیں کر سکتے۔ اسی لئے میں نے بار بار نصیحت کی ہے۔ کہ

مومن کا منکوم ہونا

اس کے ظالم بلکہ عادل ہونے سے بھی بہتر ہے۔ اس لئے قطع نظر اس سے کہ یہ واقعہ کیا ہے۔ اور عرض یہ فرمیں کرتے ہوئے کہ ہمارے کسی آدمی کی غلطی ہوگی۔ میں اعلیٰ افسروں کو کہہ دوں گا۔ جماعت کی تربیت کے ذمہ دار ہیں۔ اور مقامی بینک بٹرا ایسوسی ایشن کو کہ اس نے اپنی خوشی سے اس کے لئے تعاون شروع کیا ہے۔ اور طوعاً ایک فرم اپنے ذمہ لیا ہے۔ تو یہ دلائل ہوں۔ کہ

مذہبی اور اخلاقی حفاظت

جمانی حفاظت سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعات زندگی کو دیکھو۔ ان کا مطالعہ کر کے ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ

سب سے زیادہ اثر

ان ایام کے واقعات کا ہے۔ جب آپ تکالیف اٹھا رہے تھے۔ آپ کی کمی زندگی پر دشمن بھی آنکھیں بند کر دیتے ہیں۔ مگر مدنی زندگی پر کہ جب کچھ شان و شوکت اور طاقت آگئی تھی۔ اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ بھی ویسی ہی پاک ہے۔ جیسے کمی زندگی مگر اس کے دیکھنے کے لئے

ایمان کی آنکھ

ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو یہی تعلیم دی ہے۔ کہ وہ ہر حال میں صبر سے کام لے۔ یہ کہہ دینا کافی نہیں۔ کہ دوسرے نے اشتعال دلایا۔ اور ابدار کی۔ چاہیے۔ کہ

ہمارے اعمال

ایسے پاک ہوں۔ کہ سوائے اس کے کہ دشمن سرسبز جمبوٹ بولے اسے اعتراض یا حرج گیری کا کوئی بہانہ نہ ملے۔ بعض لوگ فریب سے جمبوٹ بنا لیتے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ اور اس کا کسی کے پاس کوئی علاج نہیں۔ لیکن ہماری طرف سے کوئی ادنیٰ سوتو بھی نہ ملے۔ اس لئے اعتراض کا نہیں ہونا چاہیے۔ اس لئے جب

حقیقی نقصان

ہوگا ہر وقت ہر مومن سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنی عزت مال اولاد دست رشتہ دار۔ وطن منگھلے کسی چیز کی پروا نہ کرے۔ بلکہ صرف یہ مد نظر رکھے۔ کہ یا تو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ اسے فوج سے یا پھر آخری زندگی میں۔ غرض

شکست کا نام

تک بھی ہم نہ سنیں۔ لیکن عارضی چیزوں کو انسان کو خواہ مخواہ ایسے مقام پر کھڑا نہیں کرنا چاہیے۔ جو اعتراض کا موجب ہوں۔ میرے نزدیک یہ نہایت ہی ذلیل سی بات ہے کہ کوئی دشمن اگر یہاں آتا ہے۔ تو بعض لوگ گھبرا جاتے ہیں۔ کہ کوئی شرارت نہ پیدا کرے۔ مگر وہ کیوں کوشش نہیں کرتے۔ کہ وہ بھی احمدی ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام

اللہ

رکھا گیا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ شیر کا بچہ شیر ہی ہوتا کرتا ہے۔ گیدڑ نہیں۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے۔ کہ جب آپ کو اللہ اللہ کہائیں۔ تو یہ نہیں کہ آپ کو نوز بائند کوئی بچھے دینے لگے تھے۔ بلکہ آپ میں چیز سے دشمنوں کو مغلوب کرتے تھے۔ وہ دلائل تھے گویا آپ

دلائل کے شیر

تھے۔ اگر کوئی تمہاری کچھار میں آتا ہے۔ تو کیوں اسے دلائل سے قائل نہیں کر لیتے۔ کیا کوئی

شیر کے غار میں

جا کر بچ سکتا ہے۔ پس جس قسم کے تم شیر ہو۔ اور جو ہتھیار تمہیں دیئے گئے ہیں۔ ان کا شکار یہاں آنے والے دشمن کو بناؤ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہتھیار کیا تھے۔ آپ

دلائل اور دعاؤں کے شیر

تھے۔ اور آپ انہی چیزوں سے حملے کرتے تھے۔ اور تم میں سے ہر ایک جو پیدا ہوئی احمدی نہیں۔ وہ پہلے ان ہی حملوں کا شکار ہوا تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق جو آتا ہے۔ کہ آپ مرنے سے زندہ کرتے تھے۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ وہ بھی اس قسم کے شیر تھے۔ پہلے وہ مارتے تھے۔ اور پھر زندہ کرتے تھے۔ یعنی نئی زندگی عطا کرتے تھے پس گھبرانے کی کیا بات ہے۔ وہ خدا جس نے ۲۵ سال قبل

افغانستان میں انقلاب

کی خبر دی تھی۔ جس نے بتایا تھا۔ کہ وہاں ہمارے بھائی اس طرح مار جائیں گے۔ اور پھر اس ظلم کا انجام بھی بتا دیا تھا۔ وہ اب بھی موجود ہے۔ افغانستان کے متعلق بتائے ہوئے واقعات کے پورے کرنے میں کیا تمہارا کوئی دخل ہے۔ کیا تم میں سے کوئی ہے جس نے اس کے لئے کوئی کام کیا ہو۔ امان اللہ خاں کو تباہ کرنے میں مدد دی۔ یا نادر شاہ کی مدد کی۔ یا اس مصیبت کو وار د کیا۔ جس کی ظلم کے نتیجہ میں پیدا ہونے کی خبر پیش از وقت دی گئی تھی۔ پس سوچو۔ کہ جس خدا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے افغانستان کے تخت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق الٹ دیا۔ کیا تم سمجھتے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تخت گاہ

کا وہ خدا نہیں۔ کہ یہاں اجڑی آئیں۔ اور تمہارے اندر کسی قسم کی گھبراہٹ پیدا ہو۔ یاد رکھو اجڑی تو کیا خواہ دنیا کے بادشاہ بھی ہونگے اور ادوں سے یہاں آئیں۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ یہ ماننا کہ وہ ہم کو مار سکیں گے۔ مگر وہ خود بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ پھر کوئی اور قوم پیدا ہوگی جس کے ہاتھ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جھنڈا

ہوگا۔ وہ ہمیں مار سکتے ہیں مگر اس جھنڈے کو لایچے نہیں کر سکتے۔ اجڑیوں کی تو کئی حیثیت ہے

کیا پدمی اور کیا پدمی کا شور با

خواہ سب دنیا کے بادشاہ کھڑے ہو جائیں۔ تب بھی وہ اس جھنڈے کو نہیں جھکا سکتے۔ پس تم اپنے کسی دشمن سے مت گھبراؤ۔ کیونکہ تمہارے پاس وہ طاقت ہے جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔

نبی اور چوہا

کا باہم کتنا بیز ہے۔ مگر وہ بھی اس کے حلق دست قلبی سے کام لیتی ہے۔ کیونکہ وہ جانتی ہے۔ کہ نیر سے پھینکے کی مار ہے۔ تمہارا ہاتھوں میں وہ طاقت نہیں جو دعاؤں میں ہے۔ اور اگر تم دعاؤں سے کام لو۔ تو ہاتھوں کی طاقت کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کہ خدا کا یہی منشا رہو لیکن اس صورت میں الامام جنتہ یقاتل من در ائد پر عمل ہوگا

پس

جماعت کے ذمہ دار لوگوں کا فرض

ہے کہ جماعت کی اخلاقی حالت کا خیال رکھیں۔ یہ کہنا صحیح نہیں کہ کوئی نوجوان تھا۔ جس کی طرف فلاں غلطی منسوب کی گئی۔ نوجوانوں کے بھی ہم ذمہ دار ہیں۔ قرآن شریف میں آتا ہے۔ قوا انفسکم و اھلیکم نارا۔ پس اگر ہم میں سے کوئی قابلِ اعتراف حرکت کرے خواہ لاطعی سے ہی کرے۔ تو بھی ہم اس کی مذمت سے نہیں بچ سکتے کیونکہ یہ ہماری

ماضی کی کوتاہی

کا نتیجہ ہوگا۔ پس میں صدر انجمن احمدیہ لوکل کمیٹی اور نیک مینز ایوسی ایشن کو ان کی ذمہ داری کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ جماعت کو روحانی اور اخلاقی طریق پر چلانا ان کے ذمہ ہے۔ ہمارے ہاتھ میں خدا تعالیٰ نے ایسی چیز دی ہے۔ کہ گویا پرانے زمانہ کی کہانیوں میں بیان کردہ واقعات کو پوچ کر دکھایا ہے۔ اور وہ آج ہمارے لئے صد تہمتیں ہیں۔ کہانیوں میں آتا ہے کہ کوئی دیو کسی پر مہربان ہو گیا۔ اور اسے اپنے بال دیکر کہا۔ کہ اگر تمہیں کوئی مشکل درپیش ہو۔ تو آہیں گری بیچنا ہم آجائیں گے

لیکن یہ سب جھوٹی باتیں ہیں۔ دیو بھی جھوٹا بال بھی جھوٹا اور اس کا آنا بھی جھوٹ تھا۔ لیکن کیا اس ہستی کے آسودہ ہونے میں کوئی شبہ ہے۔ جس نے خود بتایا ہے۔ کہ واذا سالک عبدی

عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیب لی والیومنتوبی لعلہدیر مشدودن

ایک طاقتور ہستی

ایسی ہے کہ اس سے مرث سوال کی ضرورت ہے۔ مرث یہ کہنے کی دیر ہے۔ کہ

حضور آجائے

اور وہ کہتا ہے۔ میں آجاتا ہوں۔ پس اگر کوئی ایسی شکل ہو جسے ہم اخلاقی اور قانونی طور پر دور نہیں کر سکتے۔ تو خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو۔

حضرت نظام الدین اولیاء

کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے زماں کا ایک بادشاہ ان کا مخالفت ہو گیا۔ وہ کسی کام کے لئے باہر جا رہا تھا۔ اس لئے اس نے کہا ہم واپس آکر سزا دیں گے۔ جب اس کی واپسی شروع ہوئی۔ تو آپ کے عقد مندوں میں گھبراہٹ پیدا ہونے لگی۔ اور انہوں نے آپ سے عرض کیا۔ کہ حضور امراء وغیرہ سے سفارشیں کرائیں۔ تاہا بادشاہ کا عتاب دور ہو۔ مگر آپ ہر بار یہی کہتے۔ کہ خیر دیکھا جائے گا۔

ہنوز دلی دور است

حتی کہ بادشاہ شہر کے پاس پہنچ گیا۔ اور اسلامی بادشاہوں کے طریق کے مطابق شہر سے باہر رات رہا۔ صبح شہر میں داخل ہونے والا تھا۔ رات کو بھی آپ کے مریدوں نے کہا۔ کہ کچھ انتظام کیجئے۔ مگر پھر بھی آپ نے یہی جواب دیا۔ کہ ہنوز دلی دور است۔ جب صبح ہوئی۔ تو بجائے بادشاہ کے شہر میں دروڈ کے

اس کی موت کی خبر

پہنچی۔ ہم جس خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ عجیب طاقتوں کا مالک ہے۔ مجھے تو شرم آتی ہے۔ کہ ایسے لوگوں کے متعلق میں کیا خطبہ پڑھوں ان کی ہستی ہی کیا ہے

کہ ان کا ذکر کیا جائے۔ اگر ہمارا خدا سے تعلق ہو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے

ہر اک خشکی کی جڑ یہ اتفاق ہے

اگر یہ جڑ رومی سب کچھ رہا ہے

پس اس کو محفوظ رکھو۔ اور پھر تمہاری سوتلی بھی مٹا کر نہیں ہو سکتی۔ چہ جائیکہ تمہیں کوئی نقصان پہنچا سکے۔ کیونکہ سوتلی بیکوٹ کا تسمیر بھی "سب کچھ" میں شامل ہے۔ پس چاہیے۔ کہ تقویٰ کو قائم کرو۔ میں ہر ذمہ دار طبقہ کو خواہ وہ صدر انجمن احمدیہ ہو۔ یا لوکل کمیٹی یا نیک مینز ایوسی ایشن۔

تصبیحت

کرنا ہوں۔ کہ ہمارے افعال کی بنیاد تقویٰ پر ہونی چاہئے۔ چھوٹوں کی غلطی کی وجہ سے بڑوں کو مذمت اٹھانی پڑتی ہے۔ اگر وہ کہیں۔ کہ ہمیں علم نہیں۔ تو اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ اپنے افراد پر ذرا لوگوں کا اقتدار نہیں۔ اگر علم ہو۔ تو اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ وہ خود بھی شامل ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی تیز طبیعت کے لوگ ہوتے تھے۔ حضرت خالد بن ولید فوج کے وقت تو مسلم اور پھر جو شیبلی طبیعت رکھتے تھے۔ آپ نے کہہ میں ملو! چلائی۔ آج تک لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ سے ہی ایسا کیا گیا ہوگا

تیرہ سو سال تک

اولیاء اللہ اس اعتراف کے ذریعہ میں لگے رہے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس کے جواب میں وقت فرمایا۔ کیا ہے حالانکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا علم تک نہ تھا۔

ایک جو شیلے نو مسلم

نے ایک حرکت کی جس کا جواب تیرہ سو سال سے دیا جا رہا ہے۔ پس ان باتوں سے پہلے لوگ گزر چکے ہیں۔ اور جن الزامات کو دور کرنے کے لئے ایک لمبا وقت صرف کیا جا چکا ہے۔ تو کیا ہی عجیب بات ہوگا۔ کہ جب لوگ ان باتوں کو چھوڑ دیں۔ اور جب ثابت ہو جائے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسی باتوں سے کوئی تعلق نہ تھا۔ بلکہ آپ اس بات پر ناراض ہوئے تھے۔ تو نیا جھگڑا شروع ہوگا کہ انما تم کیوں ریا کرتے ہو۔ اور پھر ہماری اولادوں کو ہم پر سے یہ اعتراف دور کرنے کے لئے وقت خرچ کرنا پڑے۔ اور جب ہم پر سے یہ دور رہائے۔ تو آئندہ آنے والے مامور کی جماعت پر یہ ہونے لگ جائے۔ اور پھر ان کی اولادیں ان پر سے دور کرنے میں لگی رہیں اس لئے جو شیلے نوجوانوں کا تابو ہیں۔ کتنا بھی فرض ہے جھوٹ تو سب کے متوجہ ہونا جاسکتا ہے۔ جتنی کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منظریت

کو بھی متعجب لوگوں نے اعظم قرار دے دیا ہے

غرض اگر کوئی جھوٹ پر مکر بنا نہ لیتا ہے۔ تو اس کا کوئی علاج کسی کے پاس نہیں۔ مگر اپنی طرف سے۔ ایسا موقعہ نہیں دینا چاہئے۔ کہ

ہمارا اسج مشتبہ ہو

اور بہترین چیز تو یہ ہے۔ کہ تم اس چیز کو نہ پہنچاؤ کیوں دیتے ہو جس سے اعتراضات پیدا ہوتے ہیں۔ کیوں متزمنین کو بھی اپنے ساتھ منظر میں شامل نہیں کر لیتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے بعد ہم نے کتنے

نشانات

آپ کی صداقت کے دیکھے ہیں جنگ غیر انقباض۔ انقلاب افغانستان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تائی صاحبہ کا اصرار میں داخل ہوتا۔ ہمارے بڑے بھائی کا اجڑی ہونا۔ اور اس طرح تین کا چار کرنا۔ حضرت سید موعود علیہ السلام کی زندگی کے بعد تو آپ کے ہاں لڑکا پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے یہ الہام اس رنگ میں پورا ہو سکتا تھا۔ غرض اتنے نشانات ہیں۔ کہ ایک منٹ کے لئے بھی اس میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ

یہ سلسلہ بندوں کا محتاج نہیں
اور ان میں سے بھی نوجوانوں اور پھر ان میں سے نفس پر قابو نہ رکھ سکنے والے نوجوانوں کا۔ یہ

خدا کا کام
ہے۔ پس اس طریق سے چلو۔ جو اس نے بتایا ہے۔ یعنی **والمستعینون بالصبر والصلوٰۃ**۔

صبر سے ظلم کو برداشت کرو
اور دعاؤں میں لگے رہو۔ حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے۔ لا یبقی لك من الخویات ذر کو ایسی تجھے ذیل کرنے والی چیزیں ہم باقی نہیں رہنے دیں گے۔ جب اس قدر الہامات کا پورا ہونا ہم دیکھ چکے ہیں۔ تو اس کی صداقت میں کس طرح شبہ کر سکتے ہیں۔ اگر

احرار کی کارروائیاں
آپ کی بسکی کا موجب ہو سکتی ہیں۔ تو یہ یقینی امر ہے۔ کہ وہ باقی نہیں رہ سکتے۔ خواہ تباہ ہو جائیں۔ اور خواہ اعدا ہو جائیں۔ پس یہ بات تو ہو کر رہے گی۔ جو لوگ حضرت سید موعود علیہ السلام کی بدنامی کا موجب بنے ہیں۔ وہ یقیناً تباہ ہو جائیں گے۔ خواہ آسمانی حملوں سے ہوں۔ خواہ زمینی حملوں سے

دنیا کے بادشاہ مل کر بھی
ان کی عزت قائم نہیں کر سکتے۔ اس لئے گھبراہٹ کا طریق اختیار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کوشش کرو۔ کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی تلوار سے مارے جانے کی بجائے اس کے رحم کے مستحق بنیں۔

صلح حدیبیہ
کے موقع پر ایک عرب سردار جو بہت محسوس آدمی تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائرہ صلی کو ہاتھ بن لیکر شفقانہ انداز میں کہہ رہا تھا۔ کہ دیکھو بچہ۔ اس پر ایک صوفی نے اس کے ہاتھ کو جھٹکا دیا۔ کہ پیچھے ہٹاؤ۔ اس نے اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا تمہیں یاد ہے۔ تم فلاں وقت میں مصیبت میں تھے۔ اور میں نے تم پر احسان کیا تھا۔ اس پر وہ صحابی پیچھے ہٹے اور صبر کیا۔ جو اس وقت موجود تھے۔ یہاں ہے کہ ہم سب نے محسوس کیا۔ کہ ہم سب اس کے زیر احسان ہیں۔ اس پر اس نے پھر ہاتھ بڑھایا۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے ہٹایا۔ اس نے آپ

کی طرف دیکھا۔ اور کہا ہاں تم پر میرا کوئی احسان نہیں تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تھے۔ کہ باقی سب اس کے احسان کے نیچے ہیں اس لئے کوئی اسے نہیں روک سکیگا۔ تو ب

کافر کے احسان
سے آنکھ ادا نہیں اٹھ سکتی۔ تو خدا کے احسان کے بعد انسان کس طرح سرکشی کر سکتا ہے۔ پس کوشش کرو۔ ان لوگوں کو زیر احسان بناؤ۔ انہیں اپنے

دلائل کا شکار
کرو۔ اور کس قسم کی گھبراہٹ کا اظہار نہ کرو۔ کیونکہ **فتح بہر حال ہمارے لئے مقدر ہے**
دوسری چیز

جلسہ سالانہ
ہے۔ اس کے متعلق اقتدار کے ساتھ یہ کہہ دیتا ہوں۔ کہ جلسہ کی تاریخیں قریب آ رہی ہیں۔ اس کے لئے اول **چندہ کی ضرورت**

ہوتی ہے۔ اور مجھے افسوس ہے۔ کہ اس سال چندہ کی رفتار سست ہے۔ شاید دوستوں کو عادت ہو گئی ہے۔ کہ میری طرف سے تحریک ہونے پر وہ زیادہ توجہ کرتے ہیں۔ مگر اس سال میں تحریک نہیں کی۔ کیونکہ میں اس عادت کو دور کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے جس ہفتہ کی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ گذشتہ سال کے اس ہفتہ میں چندہ اس سال کی نسبت ڈیڑھ آچکا تھا۔ گذشتہ سال اس ہفتہ میں بارہ ہزار آیا تھا۔ مگر اس سال اس ہفتہ میں آٹھ ہزار آیا ہے۔ حالانکہ اس سال جس طرح بجٹ بنایا گیا تھا۔ یعنی نادہندوں کی نگرانی اور سست لوگوں سے بھی وصولی کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے گذشتہ سالوں کی نسبت آمد زیادہ ہونی چاہیے تھی۔ بہر حال یہ کام ہو رہا ہے۔ اور تحریک جاری ہے۔ اور

قادیان والوں نے
بھی امید ہے اس میں حصہ لیا ہوگا۔ میرے پاس جو رپورٹ آئی ہے۔ اس میں یہاں کی جماعت کا نام ان جماعتوں میں تھا جو کام کر رہی ہیں۔ پس

جلسہ کے لئے مالی قربانی
بھی ضروری ہے۔ لیکن قادیان والوں کے لئے اس کے علاوہ جسمانی قربانی بھی ہے۔ یعنی انہیں کام کرنا چاہیے۔ اور مکانات دینے چاہئیں۔ مکانات کے لحاظ سے ہمیں

ہر سال وقت
محسوس ہوتی ہے۔ اس کی وجہ ایک یہ بھی ہے۔ کہ لوگ باہر سے اپنے رشتہ داروں یا دوستوں کو لکھ دیتے ہیں۔ کہ مکان چاہیے اور وہ ان کے لئے انتظام کر بیٹھے ہیں۔ اور ان کے

آرام کی خاطر جماعت کے آرام کو مد نظر نہیں رکھتے۔ اس طرح کئی جگہیں محدود افراد سے رک جاتی ہیں۔ اور جن کے رشتہ دار یہاں نہ ہوں۔ ان کو جگہ منی شکل ہو جاتی ہے جس لوگوں نے اپنے رشتہ داروں کو جگہ دینی ہو۔ انہیں بھی چاہیے۔ کہ وہ منتظمین کے ذریعہ دیں۔ اس میں یہ بھی فائدہ ہوگا۔ کہ

مہمانوں کی خدمت
میں انہیں منتظمین کی طرف سے بھی مدد ملے گی۔ وہ کھانا پونے پانی۔ روشنی وغیرہ کا انتظام کرینگے۔ ایک فائدہ اس کا یہ بھی ہوگا۔ کہ زائد جگہ وہ دوسرے مہمانوں کو دے کر اسے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ اس لئے دوستوں کو چاہیے۔ کہ پانچ چھ روز تکلیف اٹھا کر بھی مہمانوں کے لئے جگہ کا انتظام کریں۔ آخر مہمان بھی تو تکلیف اٹھاتے ہی ہیں۔ ہمارے ہاں بھی بہت سے مہمان آتے ہیں۔ اور ہم ایک دو کمرے اپنے لئے رکھ کر سب کھانا ان کے واسطے غالی کر دیتے ہیں۔ اور بھی سینکڑوں گھروں میں مہمان آتے ہیں۔ جن کی خاطر وہ تکلیف اٹھاتے ہیں۔ دوسرے مکانات والوں کو بھی میں یہی نصیحت کرتا ہوں۔

ایک نقص
یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض لوگ اپنے آرام کی خاطر کھانگی پر چیاں زیادہ تعداد کے لئے لیتے ہیں۔ تاکہ بار بار کھانا نہ لانا پڑے۔ اس طرح کھانا ضائع ہوتا ہے۔ خواہ کھانا لانے کے لئے پھیرے دو بلکہ اس سے بھی زیادہ کرنے پڑیں دوستوں کو چاہیے۔ کہ اتنا ہی کھانا لیں۔ کہ جو باقی نہ بچے۔ اور ضائع نہ ہو۔

پھر ان لوگوں کے سوا جو کسی طرح اپنے کاروبار جلسہ کے ایام میں چھوڑ نہیں سکتے۔ مثلاً دوکاندار وغیرہ۔ باقی سب کو چاہیے۔ کہ جلسہ کا کام کریں۔ بلکہ ایسے لوگ بھی کچھ نہ کچھ وقت دے سکتے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ان کے کام میں برکت

دے گا۔ پھر **مہمانوں کے ساتھ اخلاق**

سے پیش آنا چاہیے۔ کھانا تقسیم کرنے والوں کو چاہیے۔ کہ کسی سے بدسلوکی نہ کریں تاکسی کو ٹھکر نہ لگے۔ یہ نہیں چاہیے کہ کوئی دوست آیا۔ تو اسے جلد دیدیا۔ اور نادانانہ جھگڑا مبر سے کھڑا ہو۔ اس کی پرواہ نہ کی جائے۔ اس سے لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ یہاں بھی کام دیانت داری سے نہیں ہوتا۔ پھر

باہر کے دوستوں کو
چاہیے۔ کہ دوسرے لوگوں کو زیادہ سے تعداد میں اپنے ساتھ آنے کی کوشش کریں۔ ایسے لوگوں میں سے ہر سال خدا کے فضل سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سات آٹھ سو آدمی بحیت
کر جاتے ہیں لیکن اب کے ایک وقت سے یعنی رمضان کے
ایام میں ہے ہماری جماعت کے لوگ تو جانتے ہیں کہ دینی کاموں
کے لئے

رمضان کے چند روزے
ملتی بھی کئے جاسکتے ہیں لیکن دوسروں کو لاسنے میں یہ وقت ہوگی
یہاں آتے تو وہی لوگ ہیں جو دین سے مٹ سکتے ہیں اور وہ
روزے رکھتے ہیں لیکن حج دین سے نفل ہیں وہ آتے ہی نہیں
پھر جو آئیں گے ممکن ہے دوسروں کو روزہ نہ رکھنے کی حالت میں
دیکھ کر انہیں مٹھو کر لگے۔ انہیں کیا معلوم رکھانے والوں میں کون
مقامی ہے اور کون بیمار یا مسافر یا معذور ہے۔ اور یہ ایک ایسا
انتہاء ہے جو پہلی بار ہی پیش آئے گا۔ اس لئے جن لوگوں کو ساتھ
لاسنے کے لئے تیار کیا جائے۔ چاہیے کہ ساتھ کے ساتھ انہیں
ان مسائل سے بھی آگاہ کر دیا جائے۔ اور ابھی سے انہیں بھانپنا
شروع کر دیا جائے۔ تاہم اگر انہیں وقت نہ ہو

ایک حدیث
ہے جو دراصل ابوسفیان کا قول تھا در رسول کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اس کی تصدیق کی ہے۔ اور اس کے سننے میں
جنگ ایک ترازو طرح
ہوتی ہے۔ جس کا کبھی ایک پلڑا بھری ہوتا ہے۔ اور کبھی دوسرا
اسی طرح ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔ کبھی کم کبھی زیادہ۔ مگر ہمارا
زور یہی ہونا چاہیے کہ ہر سال

زیادہ سے زیادہ ترقی
ہو۔ اور اگر کسی وجہ سے اس سا زیادہ لوگوں کو ہم شامل نہ کر سکے
تو گو اسے اللہ تعالیٰ کی حکمت نہ ماتحت سمجھتے ہوئے ہم مبر کرینگے
لیکن نہ امت مزور ہوگی۔ پس اب سے ہی اس کے لئے تیار ہی شروع
کردیں۔ اور ان مسائل سے ان کو گاہ بھی کرنے لگ جائیں۔ تعبیر یافتہ
لوگوں کا لانا نسبتاً آسان ہے۔ ان کے چھٹی کے دن ہوتے
ہیں۔ اور ان کے اندر قصہ بھی اس قدر نہیں ہوتا۔ ان کے طبقہ
کے مغزین انہیں تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے ان کو جلیا
مشاورت کے موقع پر رہ لانا بہت مفید ہو سکتا ہے۔ مگر اس
طرف ہمارے

دوستوں کی توجہ
بہت کم ہے۔ بڑے لوگ اس کام میں بہت سست ہیں۔ چھوٹے
طبقہ کے لوگ تو آپ ساتھ دوسروں کو لے آتے ہیں۔ مگر
بڑے افسر یا تاجر یا زمیندار
اس طرف توجہ نہیں دیتے۔ ہماری جماعت میں کم از کم سات آٹھ سو
آدمی ایسے ہیں جو ناکس میں سز جگھے جاتے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے
طبقہ کے لوگوں کو ساتھ لائیں۔ تو بہت مفید ہو سکتا ہے۔

پس یہ بھی ایک خاص کام ہے جس کی طرف میں
جماعت کے بڑے لوگوں کو متوجہ
کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو بڑے چھوٹے کا کوئی
امتیاز نہیں۔ جو مستحق ہو۔ وہ معزز ہے لیکن بہر حال یہ

دنیا میں ایک امتیاز
قائم ہے۔ اور اگر کوئی شیطان کا بچہ اپنا نام عبد الرحمن رکھے۔
تو بہر حال ہمیں اس کو اسی نام سے پکارنا پڑے گا۔ پس جو لوگ
بڑے سمجھے جاتے ہیں۔ انہیں ساتھ لاؤ۔ تا اللہ تعالیٰ ملک کے
عناوید کے قلوب کی کھڑکیاں کھولے۔ اور انہیں دیکھ کر دوسرے
لوگ بھی متوجہ ہوں۔ اگر کوئی نواب احمدی ہو جائے۔ تو
بے شک اس کی

تمام رعایا
ایمان نہیں لے آئے گی لیکن سو دو سو تو اس کی وجہ سے ضرور
احمدی ہو جائیں گے۔

پس ہماری جماعت کے مسٹر بیٹ۔ تحصیلدار بعض وہ جو بڑے
کے منصب پر ہیں۔ اگر وہ اپنے طبقہ کے لوگوں کو ساتھ لائیں۔ تو
بہت مفید ہو سکتا ہے۔ بڑے تاجر۔ بڑے زمیندار۔ ڈاکٹر۔ دکاندار
بہر مشرب

اپنے اپنے دائرہ کے لوگوں کو
لائیں۔ تو سینکڑوں لوگ آسکتے ہیں۔ اور اگر وہ آدھان بھی جلتے
میں بیٹھیں۔ تو اچھا اثر ہو سکتا ہے۔ چند دوست ایسا کرتے
ہیں۔ مثلاً

چودھری ظفر اللہ خان صاحب
ضرور اپنے ساتھ لاتے ہیں۔ اور بھی بعض دوست ہیں۔ مگر ان کی تعداد
محدود ہے۔ ان غریب بہت لاتے ہیں۔ امراتو بعض اوقات خود بھی
سستی کر دیتے ہیں۔ اور یہی چیز ہے۔ جو انہیں غریب سے پیچھے رکھتی
ہے۔ اور غریب اپنے آپ کو آگے بڑھائیتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

روحانی ترقی
کے بعض طریق بتائے۔ امراتو بھی ان پر عمل شروع کر دیا۔ غریب
صاحب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ
بھی ایسا کرنے لگے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں خدا کے فضل کو کیسے
دکھ سکتا ہوں۔ پس اگر امیر جائیں۔ تو وہ بھی آگے بڑھا سکتے
ہیں۔ مگر وہ خود اپنے لئے رستے بند کر دیتے ہیں۔ اگر وہ ہمت
کریں تو ہر سال جلد

تبلیغ کے دائرہ کو وسیع
کر سکتا ہے۔ پس ایسے لوگوں کو چاہیے۔ کہ اپنے بھائیوں سے
سبق حاصل کریں۔ ان کی تعداد سات آٹھ سو ہے۔ اگر وہ ایک ایک
دوست کو بھی ساتھ لائیں۔ اور ان میں سے سو دو سو ہی بحیت کر لے

یا ان کا بغض دور ہو جائے۔ تو تبلیغ کا دائرہ بہت وسیع
ہو سکتا ہے
پس خطبہ کا یہ حصہ گو مختصر ہے مگر میں نے تمام ہدایتیں
دے دی ہیں۔ اور

اصل چیز
تو یہی ہے۔ کہ یہاں کے اور باہر کے دوستوں کو چاہیے۔ کہ اس
بات کے لئے دعاؤں سے بہت کام لیں۔ کہ کہی کو مٹھو کر نہ لگے
بہت سے لوگ جنت لینے آتے ہیں۔ مگر دال پر لڑ کر چلے جاتے
ہیں۔ اور پھر روزہ دار تو اور بھی چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ اس لئے نفس
کو زیادہ دبانا پڑے گا۔ باہر کے آدمیوں کو بھی خیال رکھنا
چاہیے۔ کہ

بھوکا شیر
زیادہ لڑتا ہے۔ اس لئے اگر روزہ دار سے کوئی نامناسب حرکت
ہو۔ تو درگزر کریں۔ گو اگر انسان اخلاص سے کام لے۔ تو اللہ تعالیٰ
ایسی توفیق عطا کر دیتا ہے۔ کہ

بھوکا آدمی
بھی پیٹ بھرے ہوئے آدمی کی طرح کام کر سکتا ہے۔

ایف ا کا امتحان ڈیوالی احمدی طالبات
جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے۔ جو احمدی طالبات
اس سال ایف۔ اے۔ کے امتحان میں شامل ہونے کا ارادہ
رکھتی ہوں۔ وہ سنٹر کے خانہ میں قادیان کا نام درج فرمائیں۔
اب پھر اس اعلان کے ذریعہ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ مہربانی
فرما کر اس بات کو خصوصیت سے مد نظر رکھا جائے۔ کہ درخواست
امتحان کے فارم میں سنٹر قادیان ظاہر کیا جائے۔ کیونکہ قادیان
ایف۔ اے۔ کے واسطے زمانہ سنٹر منظور ہو گیا ہے۔

ذناظر تعلیم و تربیت قادیان

دارالانوار کے حصہ داروں کی خدمتیں
دارالانوار کمیٹی کے حصہ داروں کو ان کے بقایا کی اطلاع
دی جا چکی ہے۔ اجاب اپنی ماہوار قسط یا ناعدہ ہر ماہ کی تاریخ
تک دفتر محاسب میں جمع کرادیا کریں۔ ورنہ حرجانہ ادا کرنا چاہیے
نیز جن اجاب کو بچاس فیصدی سے زائد رقم ادا کرنی ہے۔ وہ
اپنی زائد رقم ابھی سے ادا کرنے کی فکر فرمائیں۔ خاکسار سکرٹری
دارالانوار کمیٹی آج کل ایک کام کے لئے دارالانوار سے باہر
ہے۔ اگر کسی دوست کی پیشگی کا جواب بروقت نہ مل سکے۔ تو انہیں
مذور سمجھنا چاہیے۔ (سکرٹری دارالانوار کمیٹی قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

برنی ممالک کے نو بہائین ۱۹۳۳ء

۹۰۵	سلیمان فوینا	گولڈ کوسٹ افریقہ	۹۰۵	سکینہ	گولڈ کوسٹ افریقہ	۸۳۵
۹۰۶	ابراہیم	"	۹۰۶	سریم	"	۸۳۶
۹۰۷	سارہ	"	۹۰۷	ہادن لاجومک	نائیجیریا	۸۳۷
۹۰۸	نوح	"	۹۰۸	ابوبکر بنید	"	۸۳۸
۹۰۹	آدم	"	۹۰۹	محمد جمیوہ	"	۸۳۹
۹۱۰	عسی کو ماسی	"	۹۱۰	عبدالعزیز شیتو	"	۸۴۰
۹۱۱	اسماعیل فوینا	"	۹۱۱	شکارت الذاہی	"	۸۴۱
۹۱۲	زینب فوینا	"	۹۱۲	سریم اشابی	"	۸۴۲
۹۱۳	بکر	"	۹۱۳	محمد جمیو ایکو	"	۸۴۳
۹۱۴	اسماعیل	"	۹۱۴	صلاح الدین جیوا	"	۸۴۴
۹۱۵	سلیمان علی	سالٹ پانڈ	۹۱۵	محمد سنی سلوگا	"	۸۴۵
۹۱۶	بارون فوینا	"	۹۱۶	زینت آدم	"	۸۴۶
۹۱۷	ابراہیم	"	۹۱۷	زاریت لادل	"	۸۴۷
۹۱۸	موسیٰ	"	۹۱۸	اشتا تو سینہلو	"	۸۴۸
۹۱۹	احمد	"	۹۱۹	نصرت سینہلو	"	۸۴۹
۹۲۰	ایوب	"	۹۲۰	جدیت باوگن	"	۸۵۰
۹۲۱	ابراہیم	"	۹۲۱	زہیرا تو باوگن	"	۸۵۱
۹۲۲	عبد	"	۹۲۲	سراعت جین	"	۸۵۲
۹۲۳	عثمان	"	۹۲۳	حفصت فاسکی	"	۸۵۳
۹۲۴	سارہ	"	۹۲۴	رحمت جینی	"	۸۵۴
۹۲۵	فاطمہ	"	۹۲۵	اشات الب	"	۸۵۵
۹۲۶	ابراہیم	دنییا	۹۲۶	رحمت اجک	"	۸۵۶
۹۲۷	ابراہیم	"	۹۲۷	ہاجی رت الیک	"	۸۵۷
۹۲۸	اعینہ	"	۹۲۸	عبدالزہای	یگوس	۸۵۸
۹۲۹	مہرہ	دنییا	۹۲۹	نشا ناسی	"	۸۵۹
۹۳۰	موسیٰ	"	۹۳۰	عبدالزہای	"	۸۶۰
۹۳۱	ہادا	"	۹۳۱	محمد فاسی	"	۸۶۱
۹۳۲	ابراہیم	"	۹۳۲	عبدالزہای باوگن	"	۸۶۲
۹۳۳	سلیمان	"	۹۳۳	محمد فاسی	"	۸۶۳
۹۳۴	حسنہ	"	۹۳۴	عبدالوہاب	"	۸۶۴
۹۳۵	سلیمان	"	۹۳۵	عبدالعزیز	"	۸۶۵
۹۳۶	ہادا	"	۹۳۶	محمد مطہر	"	۸۶۶
۹۳۷	زینب	"	۹۳۷	محمد مختار	"	۸۶۷
۹۳۸	ایوب	"	۹۳۸	موسیٰ اولڈ نسی	"	۸۶۸
۹۳۹	اسماعیل	"	۹۳۹	ایشیا ڈاؤن کسٹ	"	۸۶۹
۹۴۰	ابراہیم	"	۹۴۰			
۹۴۱	ہادا	"	۹۴۱			
۹۴۲	ایمنہ	"	۹۴۲			
۹۴۳	سریم	"	۹۴۳			
۹۴۴	فاطمہ	"	۹۴۴			

رہائے گولڈ کوسٹ افریقہ
 رہائے نائیجیریا
 رہائے یگوس
 رہائے ایشیا ڈاؤن کسٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان میں سکنی اراضی خریدنے کا بہترین موقع

جیسا لائن کے موقع پر پرمونا سکنی اراضی کی قیمت میں تخفیف کر دی جاتی ہے چنانچہ اس دفعہ بھی جیلر کے موقع پر قیمتیں تخفیف شدہ رہیں گی۔ اور یہ تخفیف یکم دسمبر سے لیکر ۱۳ جنوری ۱۹۳۴ء تک رہی پس اگر آپ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔ اور جلسہ پر آئے ہوئے اپنی اپنی جگہ سے فیصلہ کر کے آئیں۔ کہ کس اور کس حصہ میں زمین ڈکالے۔ علم قطععات میں نصف پال سے کم اور بڑی سڑکوں کے اوپر و کنال سے کم کا قطعہ فروخت نہیں ہوگا۔ سوائے ایسی رتوں کے جن میں کسی قطعہ کی صورت خاص ہو قیمتیں اس موقع پر کمائیے علیحدہ علیحدہ مقرر ہیں جنہیں کمی بیشی نہیں ہوگی۔ اس وقت محلہ جا دار البرکت یا مقابلہ یوے ایسٹیشن اور درالرحمت میں اچھے قطععات قابل فروخت موجود ہیں۔ اس کے علاوہ بعض دوسرے متفرق قطععات اور مکانات بھی قابل فروخت موجود ہیں۔ فقط والسلام۔ المعلن۔ خٹک سادات۔ مرزا بشیر احمد ایم اے۔ ۱۸/۱۲/۳۳

منزلہ اولہ سہت بہترین آلات زراعت

نئے اور ترقی یافتہ نمونوں کے مطابق ساختہ آہنی سہت
ہیں۔ بیل پھکی یعنی خراس چارہ کترنے کی شینیں۔ فلور ملز
چھڑائی کی شینیں۔ قیہ۔ بادام روغن اور سیویاں بنانے کی
بے نظیر شینیں وغیرہ ارزان ترین قیمتوں پر خریدنے کے لئے
ہماری باقصور فہرست مفت طلب فرمائیے۔

ایم اے رشید انڈیا سنز انجینئرز بمبائے۔ پنجاب

ضرورت رشتہ

ایک سیدہ خواندہ لڑکی کے واسطے رشتہ کی ضرورت
خط و کتابت میرے نام ہو۔
مفتی محمد صادق۔ قادیان

فنیاتی بہترین تصنیف جس کو ایک احمدی نے احمدیوں کے لئے تیار کیا

نام مجہوجیات تہا طان جسکو پڑھ کر ہر ایک شخص فنیاتی کی حقیقت کو پا سکتا۔ اور اس کتاب کا ہر کلمہ
ہونا بہت ہی مفید ہوگا۔ اس کتاب نے ہندوؤں کی ہی فائدہ اٹھائی بلکہ علم خاص کے بھی مفید ہے۔ قیمت دو روپیہ
اس کتاب کا مرتب انگلستان میں ماسٹر کٹر مولر نے ۱۹۱۱ء میں سال کا مہمانی سے کام کر چکا ہے۔
لئے کا پتہ۔ کے ڈین۔ گنگ مال روڈ لاہور۔

عید کے لئے پانچ روپیہ فی عدد کا خاص رعایت احمدیوں کے لئے۔ اس میں موقع سے
فائدہ نہ اٹھانا قسمت کی ناجائز شکایت ہے۔ اگر کچھ سیکھنے میں دلچسپی اور خوشنماکت ہیں۔ عمدہ عمدہ
تولصورت ڈیزائن کی اگر کچھ جینٹ۔ خوبصورت مردوں چھپی ہوئی۔ وال۔ پاپن۔ ٹریکولیس۔ و حاریدار پھول
غورتوں مردوں کے لئے عید میں کارآمد کھڑے تیار شاک موجود ہے۔ جلد آرڈر دیں۔ تاخیر سے پہلے پتہ پتہ پتہ پتہ۔ لسٹ مفت منگوائیں

المشاہدہ دی۔ ڈیک کمرشل کسٹی بلڈی نمبر

بچہ کی پیدائش کو آسان کرنے والی دنیا بھر میں ایک ہی تجربہ لکھ رہا ہے۔ جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور
اکسیریل آلات دل ہلاشیہ والی مشکل گولیاں بغیر درد آسان ہوجاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور بعد ولادت کے درد
بھی زبرد نہیں ہوتے۔ قیمت سہ معمول صرف ہے۔
مینجر شفا خانہ دلیپنڈیر مسلمانوالی ضلع سرگودھا

